بسم اللہ الرحمن الرحیم

یوم سہ شنبہ

مدینۃ المسیح

قادیان ۵ ماہ احسان۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے متعلق ۱۰½ بجے صبح کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کو حرارت اور سر درد کی شکایت ہے۔ آج حضور ڈلہوزی تشریف لے گئے ہیں۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بھی ہمراہ تشریف لے گئے ہیں

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت نواب محمد علی خان صاحب کے متعلق اطلاع ملی ہے۔ کہ طبیعت کسی وقت بہتر ہو جاتی ہے۔ مگر پھر خراب ہو جاتی ہے۔ احباب صحت کاملہ کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

جلد ۳۲ | ۶ ماہ احسان ۱۳۲۳ ھش | ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ | ۶ جون ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۳۱

ملفوظات حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

جماعت احمدیہ کے مستقبل کے متعلق ایک نہایت عظیم الشان پیشگوئی

فرمودہ ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء بعد نماز مغرب

(مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل)

فرمایا۔ آج میں نے ایک نظارہ دیکھا ہے جو اُسی رنگ اور اُسی طرز پر ہے جیسا کہ ۵-۶ جنوری کی درمیانی شب خدا تعالیٰ نے مجھ پر انکشاف فرمایا تھا۔ افسوس ہے کہ وہ پوری طرح یاد نہیں رہا۔ وہ بہت لمبا نظارہ تھا۔ صرف ایک دو باتیں مجھے اُس میں سے یاد رہ گئی ہیں۔ لیکن جو کچھ بھی یاد ہے۔ وہ اپنی ذات میں اتنا اہم ہے اور اتنی

زبردست پیشگوئی

اس میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ ہماری شامت اعمال کی وجہ سے اُس میں کوئی تبدیلی پیدا نہ فرمادے۔ تو وہ جماعت کے ایسے زبردست مستقبل پر دلالت کرتی ہے جو بالکل غیر معمولی اور بے مثال ہے۔

میں نے دیکھا کہ میں ایک ایسی چیز میں ہوں جو

جہاز کی طرح

نظر آتی ہے۔ میں جہاز کی طرح اس لئے کہتا ہوں۔ کہ مجھے اس کے کمرے وغیرہ نظر نہیں آتے۔ وہ چیز ایسی ہے۔ جیسے ٹب کی شکل ہوتی ہے۔ یعنی جہاز کی شکل کی چار دیواری اس میں موجود ہے۔ وہ زمین سے اونچی ہے۔ اور جس طرح پانی میں جہاز کھڑے ہوتے ہیں۔ اسی طرح پانی میں وہ کھڑی ہے۔ اور اس کا رنگ سبز ہے۔ ابھی مجھے خیال آیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی "سبز اشتہار" شائع فرمایا تھا۔ اور وہ جو ناصر احمد نے رویا نکالی تھی اس میں بھی

سبز رنگ

کا ہی ذکر آتا ہے۔ غرض اس جہاز کا رنگ سبز ہے۔ اور اس کی دیواریں جو میں نے دیکھیں وہ بھی گہرے سبز رنگ کی ہیں جس میں کچھ نیلاہٹ کی ملاوٹ معلوم ہوتی ہے۔ گویا وہ اتنا تیز سبز رنگ ہے کہ اس میں کچھ نیلاہٹ کا شبہ بھی پیدا ہونے لگتا ہے۔ پانی بھی ہے مگر چھوٹا چھوٹا۔ بعض دفعہ خواب میں ایسے غیر معمولی نظارے بھی دکھائے جاتے ہیں۔ اس لئے اس پر تعجب نہیں کرنا چاہیئے بہر حال وہ جہاز چھوٹے سے پانی میں کھڑا ہے یا یوں سمجھ لو۔ کہ جب کنارے پر جہاز آلگتا ہے تو جس طرح اس کے آگے چھوٹا چھوٹا پانی ہوتا ہے۔ اسی طرح رویا میں مجھے وہ پانی نظر آتا ہے بہر حال جہاز کھڑا ہے وہاں تو کچھ زیادہ پانی ہوگا۔ مگر جہاں اس جہاز سے اُترتے ہیں۔ وہاں ٹخنوں ٹخنوں تک پانی ہے چند گز تک تو پانی چلتا چلا جاتا ہے۔ مگر آگے ایک بڑی سے دری بچھی ہے۔ اور وہ دری بھی سبز کچھ نیلاہٹ رکھتی ہوئی ہے۔ جیسے نہایت گہرا سبز رنگ ہوتا ہے۔ اور اس پر

ایک نوجوان

بیٹھا ہے۔ اس کا لباس بھی سبز ہے۔ جو سوٹ کے مشابہ ہے جیسے انگریزی سوٹ ہوتے ہیں۔ میں یقینی طور پر تو نہیں کہہ سکتا۔ مگر بہر حال اس کی شکل یا تو ملک غلام فرید صاحب سے ملتی ہے۔ یا ڈاکٹر میجر غلام احمد صاحب سے۔ میں شبہ اس لئے کرتا ہوں۔ کہ ملک غلام فرید صاحب کی ڈاڑھی بہت سی سفید ہو چکی ہے۔ مگر اُس نوجوان کی ڈاڑھی سیاہ ہے۔ اور جیسے انسان نے جب پتلون پہنی ہوئی ہو۔ تو زمین پر بیٹھنے میں اُسے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ ایک طرف ٹانگیں نکال کر بیٹھتا ہے اسی طرح وہ نوجوان بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے سر پر ترکی ٹوپی ہے۔ میں جہاز سے اترا ہوں۔ مجھے وہاں کوئی سیڑھی لگی ہوئی معلوم نہیں ہوتی۔ ایک اونچی سی دیوار ہے۔ اور جیسے جہاز اونچے ہوتے ہیں اسی طرح اس کی دیوار زمین سے پچیس ۲۵ چالیس ۴۰ فٹ اونچی ہے۔ میں نہیں جانتا۔ کہ میں اس میں سے کس طرح نیچے اترا۔ بہر حال میں اس جہاز پر سے ہلکے پھلکے طور پر اُترا ہوں۔ اور پانی میں سے جو ٹخنوں تک ہے۔ چل کر اس دری کی طرف گیا ہوں۔ جہاں وہ نوجوان بیٹھا ہے اور جس کے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ وہ ملک غلام فرید صاحب ہیں۔ یا ڈاکٹر غلام احمد صاحب ہیں۔ دونوں میں سے کسی ایک کا مجھے شبہ پڑتا ہے۔ وہاں پہنچکر مجھے اُس

نوجوان کے چہرے پر بڑی افسردگی

نظر آتی ہے۔ جب میں نے اُسے افسردہ دیکھا۔ تو مجھ میں ایک جلال سا پیدا ہو گیا ہے اور میں اس نوجوان سے کہتا ہوں۔ تم افسردہ کیوں ہو۔ اس وقت میری طبیعت پر اثر یہ ہے۔ کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ اس سے میری کیا مراد تھی۔ کیونکہ رویا میں میرا ذہن اس طرف نہیں جاتا۔ کہ چلے گئے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ فوت ہو گئے ہیں یا یہ مراد ہے کہ کچھ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ رویا کے وقت قلب میں اس کے متعلق وضاحت نہیں ہوئی۔ چلے گئے سے مراد اگر یہ ہو۔ کہ کچھ لوگ فوت ہو گئے ہیں۔ تو ممکن ہے۔ اس سے میر محمد اسحاق صاحب رض اور ام طاہر رض کی وفات کی طرف اشارہ ہو۔ یا شاید بعض اور موتیں خدا تعالیٰ کے نزدیک مقدر ہوں۔ بہر حال میری طبیعت پر اس وقت اثر یہ ہے۔ کہ کچھ لوگ قادیان سے چلے گئے ہیں۔ میں کہہ نہیں سکتا۔ کہ چلے جانے سے مراد اگلے جہان جانا ہے۔ یا شاید اس سے مرتد ہونا مراد ہے لیکن میں اتنا ضرور سمجھتا ہوں۔

ایڈیٹر - غلام نبی

پرنٹر و پبلشر ... قادیان

مسجد مبارک کے نئے حصہ کی بنیاد رکھی گئی

قادیان ۵ ماہ احسان - کل حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۱/۲ بجے صبح مسجد مبارک کے اس حصہ کی بنیاد رکھی - جو جنوب کیطرف بڑھایا گیا ہے - حضور نے اول مشرقی دیوار کے شمالی کونہ میں مغرب کی طرف مونہہ کرکے دعائیں کرتے ہوئے اپنے ہاتھ سے تین اینٹیں رکھیں - پھر اسی طرح درمیانی دیوار کے مغربی کونہ میں تین اینٹیں رکھیں - اس کے بعد کھڑے ہوکر اور مغرب کیطرف مونہہ کرکے تمام مجمع سمیت نہایت تضرع اور الحاح سے لمبی دعا فرمائی - احباب جماعت بھی دعا کریں - کہ خدا تعالےٰ مسجد مبارک کی اس توسیع کو جماعت کی بیش از بیش ترقی اور برکت کا موجب بنائے :

کہ کچھ لوگ قادیان سے چلے گئے ہیں - اور اس وجہ سے اس نوجوان کے دل پر افسردگی چھائی ہوئی ہے - وہ ایک ہی آدمی ہے - اس کے علاوہ مجھے کوئی اور شخص نظر نہیں آتا - جب میں اس کے چہرہ پر افسردگی دیکھتا ہوں - تو میں بڑے جلال میں اس نوجوان سے کہتا ہوں تم افسردہ کیوں ہو - اس کے بعد میں بڑے جوش سے کہتا ہوں دیکھو خدا تعالےٰ کی طرف سے ہماری جماعت کے لئے خصوصاً قادیان کے لئے ایک بڑا بھاری اور

عظیم الشان مستقبل

مقدر ہے - اس لئے افسردگی کی کوئی وجہ نہیں - گویا خواب میں جو میں اس نوجوان کو اس وجہ سے افسردہ دیکھتا ہوں - کہ قادیان سے کچھ لوگ چلے گئے ہیں - تو میں اس کی افسردگی کو دور کرنے کے لئے کہتا ہوں

تعلیم الاسلام کالج قادیان

جیسا کہ پہلے اعلان کیا جا چکا ہے تعلیم الاسلام کالج میں داخلہ شروع ہو چکا ہے - داخلہ کے لئے آخری تاریخ ۸ جون ہے - کالج میں داخل ہونیوالے طلباء جلد سے جلد پہنچ جائیں -

مرزا ناصر احمد پرنسپل

خدا تعالےٰ کی طرف سے - ہماری جماعت کے لئے خصوصاً قادیان کے لئے ایک بڑا بھاری مستقبل مقدر ہے - جب میں نے یہ الفاظ کہے تو وہ نوجوان اٹھ کر کھڑا ہو گیا - اور میں اسکو اپنے ساتھ لے کر ایک طرف چل پڑا میں نے دیکھا - کہ دری کے دوسرے کنارے پر

ایک بہت بڑا مکان

ہے - اور اس مکان میں ایک بہت بڑا ہال ہے - میں اس ہال میں ٹہلنے لگ گیا - اور میں نے ٹہلتے ٹہلتے پھر بڑے زور شور سے اس نوجوان کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ تمہارے لئے افسردگی کی کوئی وجہ نہیں ہو سکتی - کیونکہ ایک بڑا بھاری مستقبل ہماری جماعت کے لئے مقدر ہے - اس کے بعد میں نے

ایک بڑی لمبی تقریر

کی جس میں میں کئی قسم کی پیشگوئیاں بیان کرتا ہوں - اور اس نوجوان کو بتاتا ہوں کہ ہمارے لئے یوں مقدر ہے یوں مقدر ہے - یوں مقدر ہے - افسوس ہے کہ مجھے اس تقریر کا بہت سا حصہ بھول گیا -

صرف دو باتیں

یاد رہ گئی ہیں - مگر وہ دو باتیں بھی اتنی شان کی ہیں - کہ صرف ان کا یاد رہ جانا بھی اپنی ذات میں بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے -

میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں خدا تو قادیان کے لوگوں پر یا جماعت کے لوگوں (یا کا لفظ میں نے اس لئے استعمال کیا ہے کہ مجھے پورا یقین نہیں - کہ میں نے رویا میں صرف قادیان کے لوگوں کا نام لیا تھا یا ساری جماعت کا ذکر کیا تھا - بہر حال ان دونوں میں سے ایک کا ذکر کرکے میں کہتا ہوں - کہ خدا تو ان لوگوں پر) اس رنگ میں

نزول برکات

کرنے والا ہے - کہ ان کے دلوں میں خدا کا نور نازل ہوگا - پھر وہ نور بڑھے گا - اور بڑھتا چلا جائے گا - یہاں تک کہ وہ نور دلوں کے کناروں تک آ جائیگا - اور پھر کناروں سے بھی بہنا شروع ہو جائیگا - رویا میں جب میں کہتا ہوں - کہ

خدا کا نور

ان کے دلوں کے کناروں سے بہنا شروع ہو جائے گا - تو اس وقت مجھے مومن کے قلب کی شکل دکھائی جاتی ہے - اور یوں معلوم ہوتا ہے جیسے ایک تنور ہے - بچپن میں ہم دیکھا کرتے تھے - کہ بھٹیاریاں روٹی پکانے کے لئے جب تنور گرم کرتیں تو پتے اور لکڑیاں وغیرہ ڈالکر اور انہیں آگ لگا کر بعد میں تنور کے مونہہ پر مٹی کا کونڈا رکھ دیتیں - تاکہ تنور کی گرمی زیادہ ہو جائے - ایسی ہی شکل مجھے مومن کے قلب کی دکھائی گئی - تنور کی طرح اس کی شکل ہے - اور اس پر مٹی کا ایک کونڈا ڈھکا ہوا نظر آتا ہے - اور یوں معلوم ہوتا ہے - کہ وہ قلب کے سرے ہیں - گویا ایک تنور کی صورت میں ہیں

مومن کے دل کے کنارے

دیکھتا ہوں اور کہتا ہوں - کہ ان کناروں کے اوپر سے خدا تعالےٰ کا نور نکلے گا - اور اس کا عرفان اور فیضان اس میں سے نکل کر دنیا میں بہے گا - پھر میں اور زیادہ زور دیتا ہوں - اور کہتا ہوں خدا کا نور ان کناروں سے بہے گا - اور بہہ کر تمام دنیا میں جائیگا - یہاں تک کہ

دنیا کا ایک اینچ حصّہ

بھی ایسا باقی نہیں رہے گا - جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا - جب خواب میں میں یہ کہتا ہوں - کہ دنیا کا ایک اینچ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا - جہاں خدا کا یہ نور نہ پہنچے - تو میں دل میں خیال کرتا ہوں - کہ یہ تو مبالغہ ہے ایسا ہونا خدا تعالےٰ کی سنت کے خلاف معلوم ہوتا ہے - کیونکہ خدا تعالےٰ کی سنت یہی ہے - کہ گو اس کا دین غالب آ جائے مگر کچھ نہ کچھ لوگ دین کے مخالف ضرور رہتے ہیں - پس میں کہتا ہوں - میرا یہ کہنا - کہ ایک اینچ بھی ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں خدا کا یہ نور نہ پہنچے غلطی ہے - اور یہ اللہ تعالےٰ کی سنت کے خلاف ہے - چنانچہ میرے دل میں اس وقت خیال آتا ہے کہ دیکھو اللہ تعالےٰ قرآن کریم میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے متعلق فرماتا ہے - و جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے - کہ کچھ نہ کچھ لوگ ایسے موجود رہتے ہیں - جو

دین کا انکار کرنیوالے

تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح

قادیان ۵ ماہ احسان - کل ساڑھے سات بجے شام حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے کالج کے ہال میں تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح فرمایا - تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم ملک غلام فرید صاحب ایم - اے سیکرٹری کالج کمیٹی نے کالج کی تجویز کے کامیاب ہونے کے متعلق رپورٹ سنائی - پھر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل کالج نے کالج سے متعلق ضروری امور پیش فرمائے - آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے کالج کی اہمیت اور ضرورت پر تقریر فرمائی - اور دعا پر یہ تقریب ختم ہوئی :

ہوں - اسی قسم کی بعض اور آیات میرے ذہن میں اجمالی طور پر آئی ہیں - اور میں کہتا ہوں - کہ ایسا ہونا تو خدا تعالےٰ کی سنت اور اس کے طریق کے خلاف ہے - مگر پھر میرا ذہن فوراً اس امر کی طرف منتقل ہوتا ہے - کہ یہ تو ایک محاورہ ہے جو استعمال کیا جاتا ہے - جب

انتہائی رنگ میں

ہم کسی چیز کا ذکر کرنا چاہتے ہوں - تو ایسے ہی الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں - پس چونکہ یہ فیضان انتہائی طور پر ہوگا - اس لئے یہ کہنا مبالغہ نہیں - کہ ایک اینچ زمین بھی ایسی باقی نہیں رہے گی -

تقرر امراء جماعت ہائے احمدیہ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے اصحاب ذیل کو مندرجہ ذیل جماعتوں کے واسطے ۳۰ اپریل ۱۹۴۷ء تک کے لئے امیر مقرر فرمایا ہے -

(۱) میاں جان محمد صاحب کیمبل پور
(۲) پیر صلاح الدین صاحب لائل پور
(۳) میاں محمد عمر صاحب ایل - ایل - بی (نائب امیر) لائل پور
(۴) ڈاکٹر قاضی محمد منیر صاحب امرتسر
(۵) سید سردار شاہ صاحب جہلم
(۶) ملک عبد الرحمٰن صاحب خادم گجرات

جہاں خدا کا نور بہہ کر نہ پہنچے۔ چنانچہ میں پھر ان الفاظ کے کہنے سے رکتا نہیں۔ اور وہ پہلا سوال دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ میں سمجھتا ہوں۔ یہ الفاظ کہنے کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں۔ کہ ایک اینچ زمین بھی ایسی نہیں رہے گی۔ جہاں خدا کا نور اور اس کا فیضان دلوں کے کناروں سے بہہ کر نہ پہنچے۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ گو دنیا کا کچھ حصہ اس نور سے محروم رہ جائے۔ مگر اس کا بہاؤ اتنی شدت کا ہو گا۔ اور اس فیضان کا دائرہ اتنا وسیع ہو گا۔ کہ اگر اس کے اظہار کے لئے کوئی الفاظ بولے جا سکتے ہیں۔ تو وہ یہی ہے۔ کہ دنیا میں ایک اینچ زمین بھی ایسی باقی نہیں رہے گی جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا چنانچہ خواب میں میں پھر بڑے زور سے ان الفاظ کو دہراتا ہوں۔ اور کہتا ہوں ایک اینچ بھی ایسا باقی نہیں رہے گا۔ جہاں خدا کا یہ نور نہیں پہنچے گا۔ اس وقت مجھے یوں معلوم ہوا کہ

ایک سفید پانی کی شکل میں خدا تعالےٰ کا نور

اس کونسے کے کناروں سے نکلکر دنیا میں پھیلنا شروع ہوا۔ اور وہ دنیا کے گوشے گوشے اور اس کے کونے کونے تک پہنچ گیا۔

اس کے بعد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے خدا تعالےٰ مجھے مستقبل کی بعض اور خبریں دے رہا ہے۔ اسی دوران میں میں بڑے زور سے بعض الفاظ کہتا ہوں۔ وہ الفاظ بالکل ایسے ہی ہیں جیسے بائیبل کے الہاموں کے ہیں۔ اور وہ مجھے پوری طرح یاد رہے ہیں۔ ممکن ہے کسی ایک یا آدھ لفظ کی بجائے اس کا ہم معنے کوئی اور لفظ استعمال ہو گیا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ احمدیوں کے دلوں پر اللہ تعالےٰ کا فضل نازل ہوتے ہوئے ایک زمانہ وہ آئیگا کہ "انسان یہ نہیں کہے گا کہ اے میرے رب اے میرے رب تو نے مجھے کیوں پیاسا چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ کہے گا۔ اے میرے رب اے میرے رب تو نے مجھے سیراب کر دیا یہاں تک کہ تیرے فیضان کا پانی میرے دل کے کناروں سے اچھل کر بہنے لگا۔" اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی بڑی لمبی تقریر تھی۔ جو میں نے کی۔ بہت سی باتیں مجھے بھول گئی ہیں۔ مگر یہ فقرہ مجھے پوری طرح یاد ہے۔ کہ "انسان پر وہ زمانہ آئے گا۔ کہ وہ یہ نہیں کہیگا۔ اے میرے رب اے میرے رب تو نے مجھے کیوں پیاسا چھوڑ دیا۔ بلکہ وہ کہے گا اے میرے رب اے میرے تو نے مجھے سیراب کر دیا یہاں تک کہ تیرے فیضان کا پانی میرے دل کے کناروں سے اچھل کر بہنے لگا۔

فرمایا اس رویا کے ایک حصہ سے مجھے اپنی

ایک پرانی خواب

یاد آگئی۔ اس رویا میں میں نے دیکھا۔ کہ میں ایک جہاز میں ہوں۔ یا ایک ایسی چیز میں ہوں۔ جو جہاز کی طرز پر ہے۔ اور اس جہاز میں سے ساحل پر اترا ہوں۔ جیسے کوئی شخص سفر سے لوٹ کر واپس آتا ہے۔ عرصہ کی بات ہے۔ دس بارہ سال ہوئے میں نے ایک دفعہ رویا میں دیکھا کہ ایک جہاز ہے۔ جو مدرسہ احمدیہ کے صحن میں کھڑا ہے۔ مدرسہ احمدیہ کا صحن لمبا سا ہے۔ اور کچھ کمرے شمالی طرف ہیں اور کچھ جنوبی طرف۔ میں نے رویا میں دیکھا۔ کہ جنوبی طرف کے جو کمرے ہیں وہاں کمرے نہیں ہیں۔ بلکہ ایک بڑا سا جہاز کھڑا ہے۔ اور مدرسہ احمدیہ کا صحن ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے جہاز کا یارڈ ہوتا ہے۔ میں اس جہاز میں بیٹھنے کے لئے گیا ہوں۔ میرے ساتھ کچھ اور دوست بھی ہیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بھی میرے ساتھ ہیں۔ ہم اس جہاز میں بیٹھ گئے ہیں۔ اور ہم سمجھتے ہیں۔ کہ اس جہاز میں بیٹھ کر ہم مدینہ منورہ جائیں گے۔ ہم اس جہاز میں اپنا اسباب بھی رکھ رہے ہیں۔ اور لوگ بھی اس میں بیٹھ رہے ہیں۔ کہ اتنے میں کسی نے حکم دیا ہے۔ کہ ابھی سامان اتار لو۔ ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ہم مدینہ منورہ جائیں۔ چنانچہ سب دوست اتر آئے۔ اور سامان وغیرہ بھی اتار لیا گیا۔ کیونکہ میں کہتا ہوں ابھی وقت نہیں آیا۔ کہ ہم مدینہ منورہ میں جائیں

مدینہ جانے سے مراد

کسی ایسے مقام کا میسر آ جانا ہے۔ جو احمدیت کے لئے انکی ترقیات اور فتوحات اور کامیابیوں کا ذریعہ ہو۔ جیسے مدینہ منورہ اسلام کی شان و شوکت کا مقام ثابت ہوا اور وہاں پہنچ کر اسلام بڑی سرعت سے چاروں طرف پھیلنا شروع ہو گیا۔ پس جہاز کے ذریعہ واپس آنے کے ممکن ہے یہ معنے ہوں۔ کہ آج سے دس بارہ سال پہلے جو خبر دی گئی تھی۔ کہ ہم مدینہ منورہ جانے والے ہیں۔ وہ سفر اب طے ہو گیا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ احمدیت کو اپنے فضل سے ایسا مقام عطا فرمانے والا ہے۔ جو فتوحات اور کامیابیوں کا پیش خیمہ ہو گا۔ اسی طرح یہ بھی بتایا گیا ہے۔ کہ اس دوران میں جو ابتلاء آئے۔ وہ بعض کمزور طبائع کے لئے ٹھوکر کا موجب ہوئے ہیں۔ اور بعض کے دلوں میں ان سے افسردگی بھی پیدا ہوئی ہے۔ یہ امر یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ افسردگی اور چیز ہے اور غم اور چیز۔

غم ہر ایک کو ہو سکتا ہے

خود رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی اپنے عزیزوں کی وفات۔ پر غم ہوا۔ اور آپ نے اس سے منع نہیں فرمایا۔ پس ہم اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ کہ ہمیں اپنے عزیزوں کی جدائی سے غم ہے۔ اور بہت غم ہے۔ مگر غم اور افسردگی میں بہت بڑا فرق ہے۔ افسردگی ہمت کی کمی اور ترک عمل پر دلالت کرتی ہے۔ اور غم وفاداری اور وفاشعاری پر دلالت کرتا ہے۔ مومن تنگ دل نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ وفادار اور وفاشعار ہوتا ہے۔ جو لوگ اس کی خدمت کرتے ہیں۔ وہ اگر وفات پا جائیں۔ تو ان کی یاد اس کے دل کو ستاتی۔ اور دکھ دیتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں تشریف رکھا کرتے تھے۔ لیکن جب مولوی عبد الکریم صاحب مرحوم وفات پا گئے۔ تو آپ نے مغرب کی نماز کے بعد مسجد میں بیٹھنا ترک کر دیا۔ اور فرمایا اگر میں بیٹھوں گا تو مجھے یہ خیال آ کر کہ مولوی عبد الکریم صاحب فلاں جگہ بیٹھا کرتے تھے اور اب وہاں نظر نہیں آتے سخت تکلیف ہو گی۔ چنانچہ آپ نے مغرب کے بعد بیٹھنا ترک کر دیا۔ پھر آپ عصر کے بعد بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دائیں طرف موڑ کے بعد بیٹھا کرتے تھے۔ آپ جس شہ نشین پر تشریف رکھا کرتے تھے۔ اس کی ایک بغل سے جنوب مشرق میں موڑ سے پرلی طرف مولوی عبد الکریم صاحب بیٹھا کرتے تھے۔ موڑ تک جگہ لوگ خالی چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو گرمی نہ لگے۔ بالعموم میں بھی اسی طرف بیٹھا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بائیں طرف شمالی سائیڈ میں اور دوست بیٹھ جاتے لیکن مولوی عبد الکریم صاحب دائیں طرف بیٹھا کرتے تھے۔ حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول (رض) بھی وہیں مولوی صاحب کے مشرق میں بیٹھا کرتے تھے۔ اس جگہ کی شکل یوں تھی۔

۱ ۲

نمبر ا جگہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھا کرتے تھے۔ اور نمبر ۲ پر حضرت مولوی عبد الکریم صاحب۔ غرض حضرت مولوی عبد الکریم صاحب وفات پا گئے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مغرب کی نماز کے بعد بیٹھنا ترک کر دیا۔ اور آپ نے فرمایا جب میری نظر اس مقام پر پڑے گی جہاں مولوی صاحب بیٹھا کرتے تھے تو مجھے تکلیف ہو گی تو

کسی کی موت پر دل میں غم پیدا ہونا

ہرگز ناجائز امر نہیں۔ لیکن افسردگی اور چیز ہے افسردگی ترک عمل پر دلالت کرتی ہے۔ اور یہ چیز ایسی ہے جو کسی مومن کے دل میں پیدا نہیں ہونی چاہیئے۔ مومن کی یہ حالت ہوتی ہے کہ جہاں اسکے دل کو غم ہوتا ہے۔ جہاں اسے تکلیف ہوتی ہے۔ کہ اسکے عزیز اس سے جدا ہو گئے۔ وہاں وہ خدا تعالےٰ کے دین کا کام کرتا چلا جاتا ہے۔ اور غم اسکی راہ میں روک بنکر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ آخر خدا تعالےٰ کے کام کی ذمہ داری سے بڑھ کر اور کونسی ذمہ داری ہو سکتی ہے۔ اور جب ایک بڑی ذمہ داری سامنے ہو تو چھوٹے امور کیطرف توجہ کرنا دانائی نہیں ہوتی۔ دنیا کے غم اور دنیا کے رنج خواہ کس قدر زیادہ ہوں بہر حال وہ ادنےٰ ہیں اور خدا تعالےٰ کا کام اعلےٰ ہے۔ اور ہمیشہ ادنےٰ کو اعلےٰ پر قربان کیا جاتا ہے۔ یہ نہیں ہوتا۔ کہ اعلےٰ کو ادنےٰ پر قربان کر دیا جائے۔ اگر کوئی شخص ایک بڑے کام کو کسی چھوٹے کام کی وجہ سے ترک کر دے۔ تو یقیناً وہ احمق اور بیوقوف ہی ہو گا۔ پس مومن خدا تعالےٰ کے دین کا کام کبھی نہیں چھوڑتا۔ اسپر غم بھی آتے ہیں رنج بھی آتے ہیں۔ مشکلات بھی آتی ہیں۔ خطرات بھی آتے ہیں۔

مگر وہ یہ ساری چیزیں اپنے دل میں لئے ہوئے کام کرتا چلا جاتا ہے۔ کبھی افسردگی یا ترک عمل کا اس کی طرف سے اظہار نہیں ہوتا۔

پھر رویا میں مجھے

قلب مومن کی شکل

جو تنور کی طرح دکھائی گئی ہے۔ اس کے بعد میرا ذہن اس آیت کی طرف منتقل ہوا جس میں یہ ذکر آتا ہے۔ کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کی قوم پر عذاب آیا تو فار التنور (ہود ع۴) تنور جوش میں آ گیا۔ لوگ اس آیت کے مختلف معنے کرتے ہیں۔ مگر اس رویا سے میں سمجھا۔ کہ مجھے قلب انسانی ایک تنور کے رنگ میں دکھائے جانے سے شاید اس طرف بھی اشارہ ہو۔ کہ فار التنور میں بھی تنور قلب کے معنوں میں ہی استعمال ہوا ہے۔ یعنی ایک طرف خدا تعالےٰ کا امر نازل ہوا۔ اور دوسری طرف نوح کے قلب میں جوش پیدا ہوا۔ اور جب دونوں مل گئے۔ تو خدا تعالےٰ کا عذاب دنیا پر نازل ہو گیا۔ پس قرآن کریم میں بھی تنور کا لفظ قلب کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ حتی اذا جاء امرنا وفار التنور۔ ادھر ہمارا امر نازل ہوا ادھر نوحؑ کے قلب میں جوش پیدا ہو گیا۔ لوگ اس کے معنے سطح ارض کے بھی کرتے ہیں۔ اور بعض تنور سے تنور ہی مراد لیتے ہیں۔ گو عام طور پر سطح ارض ہی اس کے معنے سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن اس رویا سے میرا ذہن اس امر کی طرف منتقل ہوا۔ کہ فار التنور میں تنور سے مراد قلب بھی ہے یعنی ادھر خدا نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ وہ دنیا کو تباہ و برباد کر دے۔ اور ادھر نوحؑ نے یہ فیصلہ کیا۔ کہ اب اہل زمین پر عذاب نازل ہو جانا چاہیئے گویا ایک طرف نوح کی پکار آسمان پر پہنچی اور دوسری طرف اس کا امر زمین پر نازل ہوا۔ اور اس طرح دونوں چیزیں مل کر خدا تعالےٰ کے عذاب کا باعث بن گئیں۔ پس فار التنور کے معنے یہ بھی ہیں۔ کہ قلب نوح میں جوش آ گیا۔

ضروری نوٹ

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ "وہ جو ناصر احمد نے رویا نکالی تھی۔ اس میں بھی سبز رنگ کا ہی ذکر آتا ہے"۔ چونکہ دوستوں کو معلوم نہیں ہوگا۔ کہ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے کونسی رویا نکالی تھی۔ اس لئے کسی قدر تفصیل سے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۴ ارمئی بعد نماز مغرب۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے

تذکرہ صفحہ ۱۱۴

سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک رویا حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ جو یہ ہے۔

"آج اس موقعہ کے اثناء میں جبکہ یہ عاجز بغرض تصحیح کاپی کو دیکھ رہا تھا۔ بعالم کشف چند ورق ہاتھ میں دیئے گئے۔ اور ان پر لکھا ہوا تھا۔ کہ

فتح کا نقارہ بجے

پھر ایک نے مسکرا کر ان ورقوں کی دوسری طرف ایک تصویر دکھلائی۔ اور کہا کہ

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

جب اس عاجز نے دیکھا تو وہ اسی عاجز کی تصویر تھی اور سبز پوشاک تھی۔ مگر نہایت رعب ناک جیسے سپہ سالار مسلح فتحیاب ہوتے ہیں اور تصویر کے یمین و یسار میں حجۃ اللہ القادر و سلطان احمد مختار لکھا ہوا تھا۔ اور یہ سوموار کا روز انیسویں ذوالحجہ ۱۳۰۰ھ ہجری مطابق ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۳ء اور ششم کاتک سمت ۱۹۴۰ بکرم ہے"۔

یہ رویا پیش کر کے صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے عرض کیا۔ کہ کیا اس میں مصلح موعود کی طرف اشارہ نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر اور آپ کا مثیل ہے؟ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

میں ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ تصویر سے مراد اس جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنی تصویر بھی ہو سکتی ہے۔ درحقیقت انسان جب دنیا سے گذر جاتا ہے۔ تو اس کے صرف کارنامے باقی رہ جاتے ہیں۔ جو اس کا مثالی وجود ہوتے ہیں۔ پس ان الفاظ کہ

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

یہ مراد بھی ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد آپ کے کارنامے ایسے ترقی کر جائیں گے۔ کہ دنیا کی نگاہیں آپ کی طرف خود بخود اٹھیں گی اور وہ تسلیم کریگی۔ کہ یہ کارنامے ایسے ہیں۔ جو اپنی مثال اور نظیر نہیں رکھتے۔

صاحبزادہ صاحب نے عرض کیا۔ کہ

سبز پوشاک

کیوں دکھائی گئی؟

حضور نے فرمایا۔ سبز پوشاک تصوف کی علامت رکھی گئی ہے۔ پس سبز پوشاک میں ملبوس ہونا روحانی وجود ہونے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ یہ ۱۴ ارمئی کا ذکر ہے ۱۵ ارمئی کو بعد نماز مغرب حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا۔

کل ناصر احمد نے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک کشف

سنایا تھا۔ مگر میرا ذہن اس وقت اور طرف تھا۔ جس کی وجہ سے میرا اس طرف خیال ہی نہ گیا۔ گھر جا کر جب میں نے سوچا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔ کہ انہوں نے جو کشف نکالا ہے وہ ضرور قابل غور ہے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "سبز اشتہار" میں ذکر فرمایا ہے اور اس کشف میں بھی "سبز پوشاک" دکھائی گئی ہے۔ پھر عجیب بات یہ ہے۔ کہ مصلح موعود کو بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مثیل اور نظیر کہا گیا ہے۔ اور اس کشف میں بھی آپ کی ایک تصویر یعنی ایک مثیل کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ کہا گیا ہے

دیکھو کیا کہتی ہے تصویر تمہاری

اور پھر اس تصویر کے متعلق بتایا گیا ہے۔ کہ اس کی پوشاک سبز ہے۔ گویا اس میں یہ بھی پیشگوئی کی گئی تھی۔ کہ آپ کے مثیل کی جو خبر ہے۔ وہ سبز اشتہار میں شائع ہوگی۔ چنانچہ ۱۸۸۶ء میں مصلح موعود کی پیشگوئی ہوئی۔ ۱۸۸۶ء میں سبز اشتہار شائع ہوا۔ اور یہ پیشگوئی ۱۸۸۳ء کی ہے۔ گویا ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی سے بھی تین سال پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی ایک تصویر یا ایک مثیل کی خبر دی گئی تھی۔ اور یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس کی خبر سبز اشتہار کے ذریعہ دنیا تک پہنچائی جائے گی۔ پس واقعہ میں یہ ایک

غور کے قابل کشف

ہے۔ مگر اس وقت میرا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا۔ بلکہ جب ایک لڑکے نے میری ایک پرانی نظم پڑھی جس میں آتا ہے ؎

تُو تَو احمد ہے ہمدردوں میں غمخواروں میں ہوں
بیوفاؤں میں نہیں ہوں میں وفاداروں میں ہوں

تو میرا ذہن اس خاص حالت کی طرف منتقل ہو گیا۔ جس میں یہ نظم کہی گئی تھی۔ اور گذشتہ واقعات جو اس نظم کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ اس طرح ایک ایک کر کے میرے سامنے آ گئے۔ کہ مجھے کسی اور بات کا ہوش ہی نہ رہا۔ اور میرے دل پر ایسا اثر ہوا۔ کہ چوبیس گھنٹہ تک میرے آنسو نہیں تھمے۔ اس وجہ سے میں اس وقت غور نہیں کر سکا تھا۔

اس رویا سے استدلال کا پہلو یہ ہے۔ کہ اس میں ایک آنیوالے کی پیشگوئی معلوم ہوتی ہے۔ اور کوئی تعجب نہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیشگوئی کے یہ معنے سمجھے ہوں۔ اور اسی وجہ سے آپ نے سبز اشتہار شائع فرمایا ہو۔ پس یہ ایک قابل غور بات ہے۔ مگر اس وقت حالت ایسی تھی۔ کہ میرا ذہن کسی اور طرف جا ہی نہیں سکتا تھا۔

اس موقعہ پر بیرونی مبلغین کے

سبز عمامہ

کے متعلق حضور سے استفسار کیا گیا۔ حضور نے فرمایا۔

جب مَیں ولایت جانے لگا۔ تو اسوقت میرے ذہن میں یہ بات آئی۔ کہ ہمارے مبلغین کی کوئی امتیازی علامت ایسی ہونی چاہیئے۔ جس سے وہ پہچانے جائیں۔ اور دوسرے لوگ دیکھتے ہی یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ کہ یہ کون لوگ ہیں چنانچہ اس وقت میں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیرونی ممالک کے مبلغین سبز پگڑی پہنا کریں۔ جب ولایت سے واپسی کیوقت ہمیں آخری پارٹی دی گئی تو ایک لارڈ نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ آدھا لنڈن آپ لوگوں کے یہ سبز عمامے یاد کیا کریگا۔ تو سفر یورپ کے وقت میں نے اس بات کا فیصلہ کر دیا تھا۔ کہ بیرونی ممالک کے مبلغین آئندہ سبز عمامہ پہنا کریں تاکہ ان عماموں سے وہ پہچانے جائیں۔

سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے حضور نے فرمایا۔

سبز رنگ تصوف کی علامت

ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لطیفہ سنایا کرتے تھے۔ کہ کسی راجہ نے ایک دن بینگن کھائے تو اسے بہت پسند آئے اور اس نے دربار میں تعریف کی۔ کہ بینگن بڑی اچھی چیز ہیں۔ ایک درباری اسی وقت کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا حضور بینگن کا کیا کہنا ہے۔ اسکی شکل ہی دیکھئے۔ اس کے سر پر سبز ٹوپی ہے جیسے کوئی صوفی اپنے سر پر سبز عمامہ رکھے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ یہ بھی سبز پتوں میں سبز ٹوپی پہنے اس طرح نظر آتا ہے جیسے کوئی بزرگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہا ہے۔ اسکے بعد اُس نے بینگن کے طبی فوائد گنانے شروع کر دیئے کہ حضور اس کا یہ بھی فائدہ ہے اور یہ بھی فائدہ ہے اور یہ بھی فائدہ ہے۔ راجہ نے سات آٹھ دن جو متواتر بینگن کھائے تو اسے بواسیر ہو گئی۔ ایک دن وہ دربار میں آکر کہنے لگا۔ میں تو سمجھتا تھا بینگن بڑی اچھی چیز ہے مگر اسکے کھانے سے تو بواسیر ہو گئی ہے۔ اسپر وہی آدمی کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ حضور بینگن۔ بینگن بھی کوئی کھانے والی چیز ہے۔ اسکا نیلا منہ اور نیلے ہاتھ پیر ہوتے ہیں اور بیل سے اسطرح لٹکا ہوا نظر آتا ہے جیسے کسی چور کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ اسکے بعد اس نے بینگن کے نقصانات بیان کرنے شروع کر دیئے۔ طب کی کتابوں میں آخر ہر چیز کے جہاں فوائد درج ہوتے ہیں وہاں نقصانات بھی درج ہوتے ہیں۔ اس نے بھی بینگن کے نقصانات گنانے شروع کر دیئے اور کہنے لگا حضور کیا یہ بھی کوئی ترکاریوں میں سے ترکاری ہے۔ اسپر کسی شخص نے اسے کہا۔ تو بڑا بے شرم ہے۔ چند دن پہلے تو تو اتنی تعریف کرتا تھا اور آج بینگن کی اسقدر مذمت کر رہا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ مَیں راجہ کا نوکر ہوں بینگن کا نہیں۔ تو سبز رنگ تصوف کی علامت ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے پرانے صوفیاء نے سبز رنگ کو ترجیح دی ہے۔ سبز رنگ درحقیقت اعلیٰ درجہ کی روحانیت پر دلالت کیا کرتا ہے۔ پس صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے جو تذکرہ سے جو کشف نکالا اور حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ اسی کی طرف حضور نے اس رؤیا کا ذکر کرتے ہوئے ان الفاظ میں اشارہ فرمایا ہے کہ

"وہ جو ناصر احمد نے رؤیا نکالی تھی۔ اُس میں بھی سبز رنگ کا ہی ذکر آتا ہے"

بمبئی ۴ رجون۔ ایسوشی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ چیانگانگ اور برما کی سرحد پر معمولی جنگ جاری ہے۔ گزشتہ ماہ ایک جاپانی چھاپہ مار دستہ نے ہندوستان کی سرحد سے دس میل دُور پالٹیوا کے مقام پر قبضہ کرلیا تھا۔ اب یہ دستہ مزید پیشقدمی کرکے لدیوا کے مقام پر قابض ہوگیا ہے۔ جو ہندوستان کی سرحد سے تین میل ہے۔ جاپانی ابھی تک ہندوستان کی سرزمین پر قدم نہیں جما سکے۔ لیکن وہ گاہے گاہے ہندوستانی علاقہ میں فوجی دستے چھیڑ چھاڑ کے لئے بھیجتے رہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جاپانی ہر قیمت پر امپھل کے محاصرہ کو آئندہ پانچ ماہ تک جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

چنگنگ ۴ رجون۔ چین کے تمام حلقے اس وقت اتحادیوں سے سامان جنگ خصوصاً طیاروں کی امداد کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ جاپانی آزاد چین کے خلاف ایک فیصلہ کن جنگ شروع کرنے والے ہیں۔ اور اسے ختم کردینے کیلئے چاروں طرف سے حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس وقت جاپانی فوجیں چانگشا وُ سے ۴۲ میل پر

تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

ہیں۔ اور چینی اس شہر کو خالی کر رہے ہیں۔

ڈبلن ۴ رجون۔ آئرلینڈ کے انتخابات میں مسٹر ڈی ویلرا کی پارٹی فیانافیل کو ۱۳۸ نشستوں میں سے ۷۶ حاصل ہوچکی ہیں۔

لنڈن ۴ رجون۔ معلوم ہوا ہے کہ روس نے بلغاریہ کو الٹی میٹم دیدیا ہے۔ کہ وہ جرمنی کو امداد دینا بالکل بند کرے۔ اسے جو بحری اور ہوائی اڈے دے رکھے ہیں۔ وہ واپس لے لے۔ اور اپنے ملک کے اہم مقامات پر روسی سفارتخانے کھولنے کی اجازت دے۔ ورنہ دونوں ملکوں کے سیاسی تعلقات کا خاتمہ ہوجائیگا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ بلغاریہ میں عام بے چینی پھیلی ہوئی ہے۔ اکثر لیڈر دو رخی چال چل رہے ہیں۔ اور روس کو بھی ناراض کرنا نہیں چاہیئے۔

دہلی ۴ رجون۔ حکومت ہند نے اصلی اور مصنوعی ریشم کے کپڑے کی تیس کے قریب مشہور اقسام کی تھوک اور پرچون قیمتیں مقرر کردی ہیں۔

راجکوٹ ۴ رجون۔ چند روز ہوئے تیس کے قریب ڈاکوؤں نے ایک مسافر گاڑی کو زنجیر کھینچکر روک لیا۔ اور ڈاک کے تھیلے لوٹ لیے۔ انہوں نے کسی مسافر سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

کرنال ۴ رجون۔ سر چھوٹو رام نے زمینداروں کے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ کہ قانون واگذاری اراضیات مرہونہ کے نتیجہ میں ۴۲ لاکھ بیگھ اصلی مالکان کو واپس مل گئی ہے اور اس سے ان کو چار کروڑ ۳ لاکھ روپیہ کا فائدہ ہوا ہے۔ فائدہ اٹھانے والوں کی تعداد ۳۶۲۲۸۰ ہے۔ آپنے کہا۔ کہ میں دیہاتی کاز کی حمایت کے لئے ایک روزانہ اُردو اخبار جاری کرنیوالا ہوں۔

کیپ ٹاؤن ۴ رجون۔ آج یونین پارلیمنٹ میں حکومت نے ہاؤسنگ بل کی اس کلاز کو واپس لینے کا اعلان کیا جس کے رُو سے غیرملکیوں کے جائداد کی خرید و فروخت پر پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔

سکھر ۴ رجون۔ سندھ کے کروڑپتی سیٹھ شوالو مل آنجہانی کے لڑکے گوپال کو اپنے باپ کے قتل کے جرم میں آج پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔

لنڈن ۴ رجون۔ اٹلی کے اتحادی ہیڈکوارٹر سے کل جو اعلان جاری ہوا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ اتحادی فوجوں نے گودلاری اور ویلمنٹونی پر قبضہ کرلیا ہے۔ لیکن اس علاقہ میں جرمن مورچوں کو تاحال پوری طرح توڑا نہیں جاسکا۔ سپریم اتحادی کمانڈ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ اٹلی میں ہمیں ایک بے دریغ دشمن سے واسطہ پڑا ہے۔ تمام مورچوں پر بڑی سخت لڑائی ہو رہی ہے اور دشمن ایک ایک انچ کے لئے کٹ کٹ کر مر رہا ہے۔

لنڈن ۴ رجون۔ جرمن پیراشوٹ سپاہیوں نے یوگوسلاویہ میں مارشل ٹیٹو کے ہیڈکوارٹر پر چھاپہ مار کر اس پر قبضہ کرلیا۔ مارشل ٹیٹو اور مسٹر چرچل کے فرزند میجر رنڈولف چرچل جو مارشل ٹیٹو کے معاون و مددگار ہیں نے بھاگ کر پہاڑوں میں پناہ لی۔

واشنگٹن ۴ رجون۔ سرکاری حلقوں میں یہ افواہ بڑے زور سے گشت کر رہی ہے کہ مسٹر روزویلٹ عنقریب لنڈن جانیوالے ہیں۔ یہ سفر دوسرے محاذ کے قیام کے سلسلہ میں ہوگا۔

کلکتہ ۴ رجون۔ بنگال ہائی کورٹ نے ہندو شادی کے بارہ میں ایک اہم قانونی نقطہ کا فیصلہ کرتے ہوئے قرار دیا ہے کہ خاوند یا بیوی کے جنسی طور پر ناکارہ ہونے کی صورت میں ہندو شادی قابل فسخ ہے۔

امرتسر ۴ رجون۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ میں مزید دو ہفتہ کی توسیع کردی ہے۔

ٹوکیو ۴ رجون۔ جاپان کی سرکاری خبررساں ایجنسی کا بیان ہے۔ کہ جاپانی کمانڈر انچیف مارشل ماٹا ہونان پہنچ گیا ہے۔ تاکہ چین کے خلاف لڑائی کی خود رہنمائی کرسکے۔ یہی شخص جاپان کا امیر البحر بھی ہے۔

لنڈن ۵ رجون۔ اٹلی کے بارہ میں تازہ ترین خبر یہ ہے کہ پانچویں امریکن فوج روم میں داخل ہو رہی ہے۔ روم کی بیرونی بستیوں کی جنگ کو جیت لیا گیا ہے۔ اور کل صبح ہی پانچویں فوج شہر میں داخل ہونے لگی تھی۔ بیرونی بستیوں میں دشمن نے ایک ایک مکان پر زبردست مقابلہ کیا۔ جب اتحادی فوجیں روم میں داخل ہوئیں تو شہریوں نے سڑکوں پر کھڑے ہوکر انکا استقبال کیا۔ جرمن نیوز ایجنسی کا بیان ہے کہ ہٹلر نے روم کی جرمن فوج کو شمالی مغرب کی طرف ہٹ آنے کا حکم دیا ہے۔ مارشل کیسلرنگ نے ٹکن کو کچھ شرائط بھیجی ہیں۔ جن کے ماتحت روم کو کھلا شہر قرار دیا جاسکتا ہے۔ جرمن ہائی کمانڈ نے اعلان کیا ہے۔ کہ سمندری کنارے کی جرمن فوج دریائے ٹائیگر کی طرف ہٹ آئی ہے۔ روم کے مشرق میں جرمن ڈیفینس لائن تیسلر دریا سے سولا تک پھیلی ہوئی ہے۔ روم میں دشمن کا بہت سا جنگی سامان ہمارے ہاتھ آیا۔ بہت سے ٹینک ایسے پکڑے گئے۔ جن کے انجن بھی ابھی بند نہ ہوئے تھے۔ اور کئی لاریاں ایسی تھیں جن پر سامان بھی پوری طرح نہ اتارا جاچکا تھا۔

لنڈن ۵ رجون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ ماہ مئی میں اتحادی طیاروں نے برطانیہ اور بحیرہ روم کے اڈوں سے اڑ کر دشمن کے ٹھکانوں پر ایک لاکھ ۳۲ ہزار ٹن وزن کے بم گرائے۔ اور مصنوعی تیل کے آٹھ کارخانوں کو تباہ کیا گیا۔

بغداد ۵ رجون۔ عراق کے وزیراعظم نوری سعید خرابی صحت کی وجہ سے مستعفی ہوگئے ہیں۔ اور علاج کے لئے فلسطین جارہے ہیں۔ نئی وزارت مرتب ہوچکی ہے۔

ماسکو ۵ رجون۔ سوویٹ ریڈیو کا بیان ہے کہ رومانیہ میں جاسی کے محاذ پر روسیوں نے کئی جوابی حملے کئے۔ جرمنوں نے بھی جاسی کے شمال اور شمال مغرب میں حملے کئے۔ مگر روسیوں نے